وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

صلی اللہ علیہ وسلم

رحمۃ للعالمین

اور

بین المذاہب مکالمہ

مؤلفین

محمد اسلم گل
میجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمن
صدر

امان جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

رحمۃ للعالمین ﷺ اور بین المذاہب مکالمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

☆ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

”ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجا گیا تھا اور میں تمام سرخ اور سیاہ قوموں کی طرف بھیجا گیا ہو“

(مسلم شریف)

☆ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

میں سب لوگوں سے عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) سے دنیا اور آخرت میں قریب ہوں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آپس میں علاتی بھائی ہیں کہ ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور دین ایک ہے۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک ہی روحانی چشمہ سے سیراب ہوکرایک دین کو لے کر آتے رہے، اس اصولی اور بنیادی دین کی آخری تکمیلی شکل ''اسلام'' ہے۔تمام مذاہب حقہ میں تین اُمور ایسے تھے جو کہ سب میں مشترک پائے جاتے تھے، وہ تین اُمور مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) توحید

(2) عبادت

(3) معاملات

یہی وہ اُمور ہیں، جن کی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زمانہ کے تقاضے کے مطابق اپنی اپنی قوم میں تبلیغ کرتے رہے اوران پر تمام مذاہب حقہ کا اتفاق ہے۔ جزئیات احکام میں ہرقوم ومذہب کی زمانی ومکانی خصوصیات کے سبب اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن دین کے اصل اصول میں اختلاف نہیں۔اس نظریہ کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا

بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝

(سورۃ الشوریٰ:۱۳)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کا نوح (علیہ السلام)

کوحکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کی جس کا ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کوحکم دیا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو، مشرکوں پر وہ دین گراں ہے، جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو، اللہ اپنے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اسے اپنی طرف ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

الحمدللہ! اگر تمام مذاہب عالم کا بنظرِعمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا عقیدہ تمام مذاہب میں امرِ مشترک ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اس امرِ مشترک کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ
اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝

(الانبیآء: ۲۵)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے، سو میری بندگی کرو۔

سورہ النحل میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ط

(النحل: ۳۶)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور جھوٹے معبودوں سے بچو۔

سورہ المؤمنون میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَ اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝

(المؤمنون: ۵۲)

ترجمہ: اور یہ کہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے لئے دین

اسلام کو پسند فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

(آلِ عمران: ۱۹)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔

بین المذاہب مکالمہ کی بحث سے قبل، ذیل میں اسلام کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں:

اسلام کی خُصوصیات

☆ محفوظیت

اسلام کی پہلی خصوصیت تعلیمات اسلامیہ کی بے مثال محفوظیت ہے۔ اسلام کی وہ کتاب جس پر اس مذہب کی اساس ہے، ہر قسم کے تغیر وتبدل سے محفوظ ہے، کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ○

(الحجر: ۹)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی قرآن اُتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

سر ولیم میور، اپنی کتاب **Life of Muhammad** کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"جہاں تک ہماری معلومات ہیں، دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس (قرآن مجید) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو"۔

☆ اسلام عالمگیر دین ھے

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تشریف

لائے اور انہوں نے اپنی قوم میں تبلیغ فرمائی، لیکن رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو سارے عالم کے انسانوں کے لئے نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا، اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی نئی شریعت آئے گی ۔صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے، جسے عالمگیر حیثیت حاصل ہے ۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآ فَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّا سِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(سورہ سبا: ۲۸)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو سب انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اس بات کو اکثر لوگ نہیں سمجھتے ۔

سورۃ الاعراف میں ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا ا لنَّا سُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(اعراف: ۱۵۸)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے اے انسانو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف ۔

سورۃ الانبیاء میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا اَرْ سَلْنٰکَ اِلَّا رَ حْمَةً لِّلعَالَمِيْنَ ○

(الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

☆ تکمیل تعلیم

الحمدللہ! اسلام کی تعلیم ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہے ۔زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق اسلام رہنمائی نہ کرتا ہو، خواہ وہ دنیوی ہو یا اُخروی، الہامی کتب میں

قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس نے اکمل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً ط

(سورۃ المائدۃ : ۳)

ترجمہ: اور آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔

☆ وحدانیت

دُنیا کے تمام الہامی مذاہب کی بنیاد وحدانیت پر ہے، لیکن دورِ حاضر میں ایک مذہب بھی ایسا نہیں جس نے اپنی اساس کو برقرار رکھا۔ تقریباً تمام مذاہب توحید سے ہٹ کر دو، تین یا کثیر التعداد خداؤں کو پوجنے لگ گئے ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی اساس برقرار ہے، جس نے شرک کو اپنے اندر داخل ہونے نہیں دیا۔ قرآن مجید میں توحید پر ایک مکمل جامع الفاظ میں سورت ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: (آپ ﷺ) کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

☆ وحدتِ انسانیت

اسلام کا نسلِ انسانی کی وحدت کا نظریہ انسانی تہذیب پر بہت بڑا احسان ہے، جس

کی مثال دوسری کتب سماوی میں نہیں ملتی۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝

(الحجرات : ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر مختلف قومیں اور خاندان بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو، اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

انسان سب آپس میں بھائی ہیں۔

(ابوداؤد، مسند احمد)

الحمد للہ! اسلام کے اس پیغام نے تفریق بین الناس کے تمام محرکات اور تعصبات کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔

☆ رواداری

مذاہب عالم اور عالمی تحریکات میں اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو رنگ و نسل اور عقیدہ سے بالاتر ہو کر انسانیت میں محبت اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے، اسی تعلیم پر گامزن ہو کر انسان سلامتی اور امن سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۚ

(البقرۃ : ۲۵۶)

ترجمہ: دین کے معاملے میں جبر نہیں ہے۔

بین الاقوامی قانون دان پروفیسر رافیل کیمکن ، جس نے نسل کشی کے ضمن میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کا مسودہ تیار کیا ہے، وہ قراردادوں کی اصل شرائط کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

"مسلمانوں کے لئے مزید کہوں گا کہ میں جس نے قرارداد کا مسودہ تیار کیا ہے، وہ پوری طرح قرآن کے مطابق ہے کیونکہ انسانی علم کے مطابق اسی میں سب سے زیادہ رواداری اور بین الاقوامی شعور والا مذہب مذکور ہے۔ یہودیت اور نصرانیت کے پیغمبروں کو قبول کرنا اور دوسرے لوگوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی سے منع کرنا اس دین اسلام کی انسان دوستی اور جذبہ رواداری کی مثالیں ہیں"۔

(بحوالہ: مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے: ص **235**)

☆ بین الاقوامی اتحاد

اللہ تعالٰی نے انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو مختلف قوموں اور قبیلوں میں بھیجا۔ بعد ازاں بعض اقوام میں قومیت کا نظریہ پیدا ہوا، جو امن عالم کے لئے نہایت ہی خطرناک تھا۔ اللہ تعالٰی کی مشیت ازلی یہ تھی کہ دنیا کی تمام اقوام کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے، اس مشیت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالٰی نے رحمۃ للعالمین ، پیغمبر اسلام ، حضرت محمد ﷺ کو عالمگیر شریعت دے کر مبعوث فرمایا تا کہ دنیا کی تمام اقوام کو اتحاد کی لڑی میں منسلک کرے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو نسل انسانی کی وحدت کا نظریہ پیش کرتا ہے۔

اس پیغام وحدت کے ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا کہ ہر قوم کا نبی ایک ہی چشمہ ہدایت سے سیراب ہوتا تھا اور سب ایک ہی دین کے رسول تھے اور تمام انبیاء علیہم

الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا مغز قرآن مجید کی شکل میں نازل کیا گیا ہے۔تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اوران کی کتابوں کوسچا قرار دے کرایک مسلمان کے لئے یہ لازمی قرار دے دیا کہ وہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پرایمان لائیں۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

(البقرۃ : ۲۸۵)

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔

جس طرح پہلے ذکر کیا گیا کہ تم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مذہب ایک ہی تھا، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کویا اسلام کوتسلیم کرنا تمام مذاہب کو بنیادی طور پرسچا قرار دینا ہے اورتمام اقوام عالم کومتحد کرنے کا یہی موثر طریقہ ہے، جس کواسلام نے اختیار کیا ہے۔اس طریقہ سے ہی مذہبی، قومی، لسانی تعصّبات ختم ہوسکتے ہیں اوریہی تعصّبات اتحاد کے راستہ میں حائل ہوتے ہیں۔اسلام کے بین الاقوامی اتحاد کے نظریہ کو عملی طور پر حج کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ہرقسم کے تعصّبات کوختم کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا:

''اہل عرب کوکسی عجمی پر فضیلت نہیں، نہ کسی عجمی کوعربی پر فضیلت ہے، نہ کسی گورے کوکالے پر فضیلت ہے اورنہ کسی کالے کوگورے پر فوقیت ہے، ہاں اگر ہے توصرف تقویٰ کی وجہ سے ہے''۔

(بحوالہ: زادالمعاد)

آج دنیا کے تمام مفکرین اس بات کو برملا کہتے ہیں کہ قومیت ہی تباہی کا موجب ہے، چنانچہ ہکسلے نے لکھا ہے:

''قومیت پرستی اخلاقی تباہی کا موجب ہے کیونکہ عالمگیریت کے تصور کے منافی

اور ایک خدا کے انکار پر مبنی ہے اور انسانوں کی قیمت بحیثیت انسان کچھ نہیں سمجھتی،
دوسری طرف یہ تفرقہ انگیزی کا موجب ہے، انانیت اور تکبر پیدا کرتی ہے، باہمی نفرت
بڑھاتی ہے اور جنگ کو نہ صرف ضروری قرار دیتی ہے بلکہ مقدس بھی ٹھہراتی ہے"۔

(مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

☆ بین الاقوامی عدل و انصاف

اسلام نے وحدت نسل انسانی کا پیغام دینے کے ساتھ بین الاقوامی عدل و انصاف کی بھی تعلیم دی ہے اور اسلام کے عالمگیر ہونے کی یہ ایک بڑی دلیل ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط
اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o

(المآئدہ: ۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

عصبیت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی قوم کی مدد ظلم پر کرے۔

(مسند احمد)

مذاہب عالم اور دیگر دنیاوی تحریکوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کھل کر سامنے

آجاتی ہے کہ کسی مذہب کی موجودہ تعلیم بین الاقوامی عدل وانصاف کی علمبردار نہیں۔

مثلاً:

- یہود کہتے ہیں کہ صرف یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہی اللہ کی پیاری ہے، باقی سب اس کی غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

اسی طرح تورات کا ایک یہ حکم ہے:

"تو اپنے بھائی سے سود نہ لے"

(استثناء ۲۳: ۱۹۔۲۰ واحبار: ۳۵۔۲۷)

اگر سود لینا برا ہے تو غیر یہودیوں سے لینا کیوں اچھا ٹھہرا؟ یہ تعلیم عدل وانصاف کے بنیادی اصولوں کے ہی خلاف ہے۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

- ہندو مذہب میں چار ذاتوں کا نظریہ ہی بین الاقوامی عدل وانصاف کے سراسر منافی ہے، پھر ہر ذات کے متعلق ایسے اصول مقرر کردیئے ہیں جو تفریق اور عداوت پر مبنی ہیں۔ ان اصولوں پر بین الاقوامی عدل وانصاف کی عمارت کھڑی نہیں کی جاسکتی۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

- عیسائیت کا پیغام ہی یہ ہے کہ شریعت ایک لعنت ہے۔

(گلتیوں باب نمبر ۲)

جب شریعت ہی لعنت ہوئی تو پھر اس کا ہر حکم اور پیغام لعنت ہی ہوگا، اس پیغام سے دنیا میں عدل وانصاف قائم نہیں ہوسکتا، پھر عیسائیت جس قسم کی محبت کی تعلیم دیتی ہے، عیسائی خود اس پر عمل نہیں کرسکتے۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

الحمدللہ! تمام مذاہب میں صرف اور صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو ٹھوس بنیادوں پر بین الاقوامی عدل وانصاف کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔

(بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

☆ بین الا قوامی امن

عدل وانصاف خود امن عالم کا ضامن ہے، جب دنیا میں عدل وانصاف کی حکمرانی ہوگی، امن خود بخود قائم ہو جائے گا۔ اسلام نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایک عمدہ اصول مقرر کردیا، وہ ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ

(المآئدہ: ۲)

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اس اصول کے تحت ہر قوم دوسری قوم کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی بنیادوں پر تعاون کرے۔ جب کوئی قوم ظلم کا راستہ اختیار کررہی ہو تو اقوام عالم، مظلوم قوم کا ساتھ دیں تاکہ دنیا سے ظلم ختم ہو جائے۔

دوسری جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج فَاِنْ م بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِىْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

(الحجرات: ۹)

ترجمہ: اور اگر گروہ مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو، اگر کوئی قوم دوسری قوم پر زیادتی کرتی ہے تو جو زیادتی کرتی ہے، اس سے جنگ کرو اور یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں، پس اگر وہ رجوع کرے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بین الاقوامی امن اور انصاف کے تین اصول مقرر کیے ہیں۔

(1) جب دو قومیں آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیے۔

(2) اگر کوئی قوم صلح پر رضامند نہ ہو بلکہ زیادتی اور ظلم کا راستہ اختیار کرے تو دنیا کی تمام اقوام، ظالم قوم کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوں اور ظالم قوم کو ظلم سے روک دیں۔

(3) جب ظالم قوم دوبارہ صلح پر رضامند ہو جائے تو عدل و انصاف کے ساتھ دونوں متحارب قوموں کے درمیان صلح کروادی جائے۔

الحمد للہ!

اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس کی پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں تمام مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔

☆ بین المذاہب مکالمہ سے کیا مراد ہے؟

عالمی سیاست میں موجودہ دور میں ایک اصطلاح اپنے زوروں پر استعمال ہو رہی ہے جسے ذرائع ابلاغ بھی آگے بڑھانے میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ موضوع ''بین المذاہب مکالمہ'' (Interfaith Dialogue) کا ہے، جو ہر دور میں تحریری یا تقریری مکالموں کی صورت میں موجود رہا ہے اور اس نے

مناظرے، مباحثے اور مباہلے کی شکلیں بھی اختیار کی ہیں۔اس مکالمے کے لئے مختلف قسم کے وسائل اختیار کئے جا رہے ہیں۔اس موضوع پر مختلف ممالک، اداروں، جامعات میں بڑے اہتمام کے ساتھ کانفرنسیں، سیمینار، انٹرویوں اور علمی مذاکرے منعقد کئے جا رہے ہیں۔اس مکالمے کو آگے بڑھانے میں پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا پیش پیش ہے۔آج لاکھوں ادارے اور کروڑوں افراد انٹرنیٹ **(Internet)** کے ذریعے سے بین المذہب مکالمے میں شریک دکھائی دیتے ہیں۔سیاست اور صحافت دونوں میدانوں کے کارپردازان بھی اس موضوع کی اہمیت کو جانتے ہوئے اس کی سرپرستی اور فروغ کے لئے اپنا بھرپور کردار انجام دے رہے ہیں۔بہت سے ممالک میں اعلیٰ پیمانے پر اس مکالمے کے فروغ کے لئے مساعی بروئے کار لائی جا رہی ہے اور مختلف مذاہب کے مراکز میں ان کے صف اوّل کے رہنما بھی اب اس کھیل میں پوری طاقت کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں..... یہ کہنا بجا ہوگا کہ دورِ حاضر میں ''بین المذاہب مکالمہ'' **(Interfaith Dialogue)** ایک ایسی تحریک بن کر اُبھرا ہے کہ اس کی آواز ہر طرف پھیل رہی ہے اور دن بدن یہ موضوع ہر طرف زیرِ بحث آ رہا ہے۔

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد (پاکستان) نے اپنے جریدہ ''ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد'' کی دسمبر **2006**ء کی اشاعت میں حرفِ اوّل کے موضوع کے تحت ''بین المذاہب مکالمہ'' کے آداب و شرائط پر تفصیلی بحث کی ہے، جس کو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے:

'' مکالمہ **(Dialogue)** سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد، فریقین، گروہوں، جماعتوں، نظریوں، اداروں، ثقافتوں، تہذیبوں، تمدنوں اور حکومتوں کے درمیان تبادلہ خیالات اور تبادلہ افکار کا نام ہے۔ان میں سے ہر فرد

یا فریق اپنے مؤقف کو دلائل کی روشنی میں واضح کرے اور فریق ثانی کے سوالات، اشکالات اور ابہامات کا جواب استدلال اور شواہد کی مدد سے فراہم کرے۔ مکالمے کا مقصد مناظرہ، مباحثہ، مجادلہ، مناقشہ یا مباہلہ نہیں اگرچہ یہ سب شکلیں تاریخ میں ملتی ہیں، مگر اس طریق کار سے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سے باہمی عناد اور مخاصمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس مکالمے کا مقصد فریق مخالف کو نیچا دکھانا نہیں، نہ اس سے مراد کسی کو جھوٹا یا سچا ثابت کرنا ہے، بلکہ معاملات اور موضوعات کی تفہیم اور باہمی اصلاح اس سے مقصود ہونا چاہئے۔ آپس کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے تو مکالمے کی روح کو تقویت ملتی ہے۔ مکالمے کو اگر سنجیدگی اور بردباری سے اختیار کیا جائے تو غلط آراء کی درستی اور اپنی فکر کے تسامحات کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ بغض وعناد، ہٹ دھرمی، ضد، جہالت، شدت، تعصب، تحقیر اور جدال مکالمے کے نواقض میں سے ہیں، جن کی موجودگی میں بین المذاہب مکالمے کی روایت کبھی پنپ نہیں سکتی۔ اس موقع پر بہت ضروری ہے کہ مکالمے کے آداب ورسوم کو سمجھ لیا جائے کیونکہ اس کے بغیر یہ روایت آگے نہیں بڑھ سکتی''۔

(بحوالہ: ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد، شمارہ دسمبر 2006)

☆ قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے خود ہمیں مکالمے کے آداب بتائے ہیں، اس سلسلے کی سب سے کلیدی اور اساسی آیت مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران: ۶۴)

ترجمہ: آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

☆ قرآن مجید نے اپنے ماننے والوں کو دعوتِ دین پیش کرتے ہوئے، فریق ثانی سے گفتگو کرتے ہوئے مباحثے یا مکالمے کے لئے بہترین اسلوب کو اختیار کرنے کی تلقین کی ہے اور یہ تعلیم ایک اصولِ ثابت اور اساس محکم کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ
وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

(النحل: ۱۲۵)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) اپنے ربّ کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ (مکالمہ) کرو، ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔

☆ مکالمے کے لئے گفتگو کا اسلوب کیا ہونا چاہئے اور طریق گفتگو میں الفاظ کا انتخاب کیا ہو، اس کے لئے ہمیں ایک مستقل ہدایت کی گئی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

ترجمہ: لوگوں سے خوش اخلاقی سے بات چیت کرو۔

☆ دُنیا میں مذاہب کی تقسیم دو مستقل حصوں میں موجود ہے۔ ایک آسمانی مذاہب ہیں، جن کے پیروکار اب تو صرف دین ابراہیمؑ کی وراثت کے مدعی ہیں اور ان میں اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے نام لیوا پائے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ مذاہب ہیں،

جو مختلف روحانی یا اخلاقی شخصیات کی تعلیمات کے پیروکار ہیں ۔ان مذاہب میں ہندومت، جین مت، بدھ مت، تاؤمت، شنٹوازم، پارسی اور سکھ وغیرہ شامل ہیں ۔اسلامی تعلیمات کے مطابق ہم کسی غیر آسمانی مذہب کے روحانی پیشوا کے لئے بھی کوئی نازیبا اور ناشائستہ طرز کلام اختیار نہیں کر سکتے، حتیٰ کہ ان کے معبود کو بھی کسی برے لقب کے ساتھ پکار نہیں سکتے، ان کی عبادت گاہوں کے احترام کی ہمیں تلقین کی گئی ہے ۔اس سلسلے میں اہل کتاب یعنی آسمانی مذاہب کے حامل افراد کے ساتھ مکالمے کے لئے تو بالخصوص قرآن مجید میں مستقل احکام اور تعلیمات دی گئی ہیں ۔قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

(العنکبوت: ۴۶)

ترجمہ: اور اہل کتاب سے بحث (مکالمہ) نہ کرو، مگر عمدہ اور بہترین طریقے سے۔

☆ اسی طرح غیر مسلموں اور بالخصوص غیر آسمانی مذاہب کے معتقدات، ان کے مذہبی رہنماؤں، پرستش کے مقامات اور بتوں وغیرہ کے سلسلے میں مسلمانوں کو بد کلامی سے منع کیا گیا ہے۔قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

(الانعام: ۱۰۹)

ترجمہ: اور (اے مسلمانو) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، انہیں بد زبانی سے یاد نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

☆ بین المذاہب مکالمے میں فریقین کو ایک دوسرے کے مؤقف کو باہمی احترام کی فضا میں سننا اور برداشت کرنا چاہیئے ۔مکالمے چونکہ کسی فریق کے صدق یا کذب کو جاننے اور پہچاننے کا ایک مؤثر اور مفید موقع ہوتا ہے، لہٰذا ہر فریق کو اپنا موقف علمی اور

تاریخی استدلال کے ساتھ پیش کرنا ہے۔محض دیانت وعلیت پرمبنی استدلال بھی کسی مؤقف کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کرسکتا ہے۔مکالمے کے اس مؤثر وسیلے کے لئے مائل اور قائل بھی کرسکتے ہیں۔

☆ بین المذاہب مکالمے کی فضا کو سازگار اور خوشگوار بنانے کے لئے ضروری ہے کہ فریقین ہر درجے کی مساوات پر یقین پیدا کریں اور اس کا اظہار ان کے رویوں سے منعکس ہونا چاہئے۔اس سلسلے میں تمام مذاہب اور ان کی ثقافتی اقدار کا باہمی احترام ملحوظ رکھنا چاہئے۔اس ضمن میں یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف مذاہب کے رہنما اپنی مذہبی روایات اور ثقافتی اقدار کی سبقت اور تقدیم کی نفی کریں اور ایک عملی مساوات کا اظہار کریں۔اگر کسی نظریے یا ثقافت کو کوئی فضیلت یا سبقت حاصل ہے تو اس کا اندازہ مکالمے کا استدلال وضع کرے گا اور یہی اس مکالمے کی عملی افادیت ہے۔

☆ مختلف عقائد ونظریات کے حامل مذاہب اور ان کے سرپرستوں اور حکمرانوں کو محض علمی سطح پر اس بین المذاہب مکالمے کا اجراء نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس مکالمے کو بین المذاہب روایت کے ساتھ ثقافتوں اور تہذیبوں کا مکالمہ بھی بنانا چاہئے۔مذہبی عقائد وافکار کا مؤثر اظہار تو ثقافت اور تہذیبی اوضاع واطوار میں ہوتا ہے، اگر مکالمے میں تہذیب وثقافت کو موضوع نہ بنایا جائے تو اس مکالمے کی افادیت مشکوک ہوجائے گی۔

☆ بین المذاہب مکالمے کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ بین الاقوامی سطح پر مذاہب، ان کی کتابوں اور مذہبی رہنماؤں کے لئے احترامِ باہمی کا ایک ایسا کلچر ترتیب دیا جائے جس میں کسی مذہبی فکر، مذہبی کتابوں اور مذہبی رہنماؤں کی کردارکشی، تحقیر یا تضحیک کا کوئی پہلو نہ نکلتا ہو۔ماضی میں اور اب حال کی روشن خیال دُنیا میں بھی مذہبی معتقدات کے حوالے سے سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں ہورہا ہے اور بالخصوص پرنٹ میڈیا جس قسم کی

مذموم حرکات کا ارتکاب مذہبی پیشواؤں کے حوالے سے کر رہا ہے، وہ نہ صرف بین المذاہب مکالمے کے راستے میں ایک شدید رکاوٹ ہیں، بلکہ اس سے احترامِ انسانیت کی قدروں کو بھی شدید دھچکا اور ضعف پہنچا ہے۔ امت مسلمہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہم اس بات کے قائل ہیں کہ تقابل ادیان اور تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ جاری رہنا چاہیے، مگر اس کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل اور طریق کار اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں کی دل شکنی کا سامان ہوتا ہو۔ اگر تہذیبیں اور مذاہب اور ان کے رہنما بین المذاہب مکالمے کے سلسلے میں سنجیدہ ہیں تو انہیں گلوبل سطح پر ایک ایسی مفاہمت کی یادداشت تیار کرنا ہوگی جس میں اس مکالمے کے نواقص کو دور کیا جا سکے اور اس کے فروغ اور افادیت کو ممکن بنایا جا سکے۔

☆ بین المذاہب مکالمے کے سلسلے میں وہ ریاستیں اور ممالک جن میں ایک سے زیادہ مذاہب پائے جاتے ہوں، وہاں ایسے دستوری تحفظات اور قانونی احکامات موجود ہونے ضروری ہیں، جو اس معاشرے میں ان مذاہب کے پیروکاروں کی مذہبی زندگی اور اس کی رسوم و عبادات کے تقدس کا تحفظ کر سکیں اور ان کے مذہبی رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع بھی ہونا چاہیے، جو بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیں اور اس کے راستے کی رکاوٹوں کو ایک اخلاقی شعور کے ساتھ محفوظ بنا سکیں۔

☆ بین المذاہب مکالمے کو محض کسی بڑی عالمی قوت کی سیاسی اور اقتصادی خواہشات کی نذر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اس مکالمے کو جاری بھی رکھا جائے تو اس کے اثرات بہت محدود، عارضی اور غیر مؤثر ہوں گے اور ان سے کوئی پائیدار افادے کی توقع نہیں کی جا سکے گی۔ اگر عالمی قوتیں اور مذاہب کے رہنما اس مکالمے پر صدقِ دل کے ساتھ یقین رکھتے ہوں اور انہیں ایسا کرنا بھی چاہیے تو پھر اس

کے لئے درج ذیل اقدامی نوعیت کے انتظامات کرنا ہوں گے۔

(1) عالمی قوتوں کو دُنیا کے نقشے پر عدل اجتماعی کا ایک ایسا نظام ترتیب دینا ہوگا جس میں چھوٹے ممالک اور ریاستوں کے اقتدارِ اعلیٰ کا احترام ملحوظ رکھا جائے، انہیں کسی قوم یا ریاست کے ہر نوع کے وسائل کے استحصال کی اجازت نہ ہونا چاہیے۔ یہ پیشِ نظر رہے کہ عالمی تنظیمیں اس نوعیت کے مقاصد رکھنے کے باوجود اس استحصالی رویہ کا انسداد نہیں کر پاتی ہیں، لہٰذا بین المذاہب مکالمہ کے لئے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ عادلانہ رویوں کے فروغ کے لئے بین الاقوامی ضمانت کو حاصل کیا جائے۔

(2) بین المذاہب مکالمے کے لئے ہمیں ہر قسم کے رنگ، نسل، زبان، عقیدے یا ثقافت کے بارے میں احترام کا رویہ اپنانا ہوگا اور ہر نوع کی تحقیر کے رویوں کو عملاً ختم کرنا ہوگا۔ بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے سلسلے میں ہم ان سب طبقات کی اس رائے کی تائید کرتے ہیں کہ بڑی قوتوں کو محض اپنی ایٹمی قوت اور تباہ کن اسلحہ کی ہیبت کی بناء پر انسانیت کے مستقبل کے لئے خدشات کے بادل بن کر اُمڈنا نہیں چاہیے، بلکہ وہ ایک ایسی حربی حکمت عملی استعمال کریں کہ جس میں وہ اپنے دفاع کے تقاضوں کو تو پورا کریں مگر چھوٹے ممالک اور ریاستوں کے لئے کسی خطرے اور خوف کا باعث نہ بنیں۔ اس سلسلے میں عالمی قوتوں کو اس دہرے معیار سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا کہ وہ چھوٹے ممالک کے لئے اس جدید سائنسی علم اور ایٹمی ٹیکنالوجی کو درست نہیں سمجھتے جس کا وہ خود بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔

(3) گذشتہ چند عشروں سے تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان تصادم (Clash) کے امکانات کا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے اور قوموں کو تاریخ کے خاتمے کی طرف متوجہ اور متوحش کیا جارہا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی دہلیز پر سانس لیتی ہوئی اکیسویں

صدی کی تہذیبوں کے نمائندگان کو تصادم کی بجائے اتحاد **(Union)** کی تلقین کرنا چاہئے۔ **تصادم** انسانی فکر کا منفی پہلو ہے اور **اتحاد** اس کا مثبت پہلو۔ ہمیں مغربی دانشوروں سے گلہ ہے کہ وہ انسانیت کے مستقبل کے لئے وہ نظریات پیش کر رہے ہیں، جو علم و تہذیب کی منفی اقدار پر مشتمل ہیں۔

(4) بین المذاہب مکالے کی روح کا تقاضا ہے کہ تمام ادیان و مذاہب کے مرکزی اداروں سے تعلق رکھنے والے افراد احترامِ انسانیت اور احترامِ ادیان کی اقدار کو فروغ دینے کے لئے آگے بڑھیں اور اقدار مشترک کی بنیاد پر ایک ایسا لائحہ عمل تجویز کریں جس پر سارے مذاہب کے پیروکار عمل کر کے دُنیا میں اس مکالے کی روح کو برقرار رکھیں اور اس کی فضا کو مجروح کرنے والے وہ سارے اقدامات جو ابھی تک جاری ہیں، ان کا عملاً انسداد کریں۔

(بحوالہ: ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد، شمارہ دسمبر **2006**ء)

الحمد للہ! جہاں تک اسلام اور مسلمانوں کی بین المذاہب مکالے کے سلسلے میں دلچسپی، عمل اور اقدامات کا تعلق ہے، وہ گذشتہ چودہ صدیوں میں تاریخ کے اوراق پر ایک مستقل شہادت فراہم کر رہے ہیں۔ اسلام دین ابراہیمؑ کے مذاہب کی آخری کڑی ہے، جہاں دین ابراہیمؑ کے کسی گروہ سے اختلاف کیا گیا ہے، وہاں اس کے عقلی دلائل اور منطقی استدلال موجود ہے۔ اسلام کے مصادر بہت واضح، دوٹوک اور محفوظ ہیں۔ اس کا عقیدہ اور اس کی تعلیمات اپنی دینی اور ثقافتی اقدار پر روبہ عمل رہتے ہوئے دوسروں کی مذہبی روایات اور اقدار کے احترام پر مبنی ہیں۔

اسلام اپنے عقیدے کے فروغ کے لئے کسی نوع کے جبر کا قائل نہیں، وہ دُنیا میں امن و سلامتی کے فروغ کا داعی اور ہر نوع کے استحصال کا مخالف ہے۔ اسلام اپنی

تعلیم اور عمل، ہر دو لحاظ سے عالمی امن کے تحفظ کے لئے اپنی تجاویز اور خدمات کا ایک مستقل ضابطہ رکھتا ہے، جس میں کبھی اور کہیں بھی تبدیلی یا تغیر کی گنجائش نہیں۔ قرآن مجید میں مستقلاً بین المذاہب مکالمے کے آداب و رسوم پر مستقل ضوابط موجود ہیں۔ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ میں بھی اس بین المذاہب مکالمے کی ساری عملی شکلیں موجود ہیں، جنہیں اہل علم اور ارباب تحقیق، علمی ضابطے کے ساتھ مرتب کر چکے ہیں۔ مسلم امہ کی تاریخ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ انہوں نے اس مکالمے کے لئے ہمیشہ تعاون اور مفاہمت کی فضا کا استقبال کیا ہے اور اب بھی یہ امت کسی بھی نوع کے مکالمے کے لئے آمادہ ہے، بشرطیکہ اس کے لئے وہ ماحول پیدا کیا جائے، جس کا تذکرہ سطور بالا میں ہو چکا ہے۔

(بحوالہ: ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد، شمارہ دسمبر **2006**ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب (جامعہ خیر المدارس ملتان، پاکستان) اپنے رسالہ ''تحریک اتحاد بین المذاہب (اسلام کے آئینے میں)'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بین المذاہب ہم آہنگی یا اتحاد بین المذاہب، یہ ایک ایسی تحریک ہے جو تقسیم ہندوستان کے وقت بھی ''تحریک اتحاد بین المذاہب'' کے نام سے کام کرتی رہی ہے۔ اس تحریک کی رُو سے یہ کہا جا رہا ہے کہ کسی مذہب کو غلط نہ کہا جائے، نہ معلوم کس نے نجات پانی ہے؟ سب مذہب اپنی اپنی جگہ سچے ہیں، تمام مذاہب کے پیروکاروں کو آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے، آپس میں جنگ و جدل نہ کیا جائے اور تہذیبوں کا آپس میں ٹکراؤ نہ ہو''۔

(بحوالہ: تحریک اتحاد بین المذاہب)

شیخ الحدیث صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اتحاد بین المذاہب کے لئے مندرجہ ذیل احتمال ہوسکتے ہیں:

1. تمام اہل مذاہب اپنے اپنے مذہب پر رہتے ہوئے صلح اور امن و آشتی سے رہیں۔ آپس میں جنگ وجدل نہ کریں، اس کی اسلام اجازت دیتا ہے:

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: اگر کفار صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو آپ ﷺ بھی صلح کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔

(سورۃ الانفال : ۶۱)

الحمدللہ! اسلام جہاد کا حکم صرف اسی وقت دیتا ہے جب کفر سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے، اگر صلح سے رہے تو اسلام اپنی حکومت میں بھی مذہبی آزادی کے ساتھ ان کو رہنے کا حق دیتا ہے، بلکہ ان کی حفاظت کا حکم دیتا ہے، لیکن اس وقت یہ مراد نہیں کیونکہ ایک طرف کفار مسلمانوں پر یلغار کئے ہوئے ہیں۔ کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان، چیچنیا ان کی یلغار سے چیخ رہے ہیں اور دوسری طرف اقوام متحدہ اتحاد بین المذاہب کی کانفرنسیں منعقد کروا رہا ہے۔ اگر امن مقصود ہے تو اہل کفر اپنی فوجیں مسلمان ممالک سے نکال دیں۔

2. مسلمانوں کو چاہئے کہ یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنے کچھ مسائل چھوڑ دیں مثلاً جہاد، حدود، قصاص کو اسلام سے نکال دیں، یہ ممکن نہیں کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ دیں، لیکن یہود و نصاریٰ پھر بھی خوش نہ ہوں گے۔ چنانچہ اعلانِ قرآنی ہے:

ترجمہ: یہود و نصاریٰ بالکل خوش نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین کی اتباع نہ کریں۔

(سورۃ البقرۃ: ۱۲۰)

3. سارے انسان آپس میں مل کر کچھ چیزیں متعین کریں، کچھ باتیں یہود ونصاریٰ کی ہوں، جن پر مسلمان عمل کریں اور کچھ اسلام کی باتوں پر عمل کریں، اس کا نام تلفیق ہے کہ جو بات اچھی لگے اس پر عمل کرلیں۔ یہ طریقہ ایسا ہے کہ انسان مذہب پر عمل نہیں کرتا ہے بلکہ خواہش پر عمل کرتا ہے، اس طرح مذہب پرستی نہ ہوگی بلکہ خواہش پرستی ہوگی۔ اس طریقہ کو علماءِ امت نے آئمہ مجتہدین جو کہ بالاتفاق حق پر ہیں، ان کے مذہب سے انتخاب کرکے عمل کرنے کو حرام کہا ہے۔ تلفیق والی مرض میں بے شمار اہل قلم بھی مبتلا ہوئے کہ ان مذاہب سے انتخاب کرکے عمل کریں۔ ایسے ہی اتحاد بین المذاہب کا منشور ہے کہ تمام مذاہب سے انتخاب کرکے ایک مکسچر تیار کیا جائے، سب امت اس پر عمل کرے۔

4. مسلمان اپنی مذہبی حیثیت کو برقرار رکھیں، کسی مذہبی بات کو نہ چھوڑیں۔ اتحاد بین المذاہب کی خاطر یہود ونصاریٰ کی کچھ باتوں پر عمل کریں۔ اس کو پہلے ہی قرآن نے مسترد کردیا:

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔

(سورۃ البقرۃ: ۲۰۸)

درحقیقت اسلام کی کوئی بات چھوڑی نہیں جاسکتی، اس لئے اگر کوئی شخص اسلام کی کسی بات کو چھوڑنے کی بات کرتا ہے تو وہ اسلام کی کاملیت کا منکر ہے، اسلام کو چھوڑ کر اگر کسی اور مذہب کو ناجی (نجات دہندہ) سمجھتا ہے تو وہ اسلام کی حقانیت کا منکر ہے، اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اسلام کے باہر بھی خوبیاں ہیں تو وہ اسلام کی ابدیت کا منکر ہے۔ اسلام نے کسی مذہب کی خوبی کو اختیار نہیں کیا۔

(بحوالہ: تحریک اتحاد بین المذاہب {اسلام کے آئینے میں})

درحقیقت یہودونصاریٰ نے توریت اورانجیل (جوانہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی تھیں) انہیں گم کردیا، ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی اصل کتاب تو ہے نہیں، صرف ترجمے ہیں، جن کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں کہ وہ اصل کے مطابق ہیں، پھر جو وہ چاہتے ہیں اپنی طرف سے بدل دیتے ہیں۔ اب وہ مسلمانوں کو بھی ان کے دین سے ہٹانا چاہتے ہیں اوراپنی طرح بنانے کے خواہاں ہیں اورچاہتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے دین میں تغیراورتحریف کرلیں اورحدودوقصاص کے احکام کو بدل دیں۔

(بحواله: شرعي حدود قصاص)

الحمدللہ! اسلام اللہ تعالیٰ کی اُس ہدایت کا نام ہے، جواس نے اپنے برگزیدہ انبیاءعلیہم الصلوۃ والسلام کے ذریعے سے انسان کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً بھیجی ہے اور جو اپنی آخری اور مکمل شکل میں ہمیں سیّد المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، پیغمبراسلام، حضرت محمدﷺ کے ذریعے پہنچی ہے۔ یہ وہ ضابطہ حیات ہے، جوعین فطرت کے اصولوں پر قائم ہے اورانسان اس کے ذریعہ سے دُنیاوی اوراُخروی، دونوں کامیابیاں حاصل کرسکتا ہے۔ یہ زندگی کا مکمل قانون ہے، اس قانون کوانسان نے نہیں خالق کائنات اللہ وحدہٗ لاشریک نے بنایا ہے۔ یہ ابدالآباد تک کے لئے ہے اوراس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

قرآن مجید میں سورہ یونس میں ارشادِخداوندی ہے:

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط

(یونس: ۶۴)

ترجمہ:اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

قرآن مجید میں سورۃ الانعام میں ارشادِخداوندی ہے:

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ج (الانعام : ۳۴)

ترجمہ: اور اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔

قرآن مجید میں سورہ الروم میں ارشادِ خداوندی ہے:

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ o

(الروم: ۳۰)

ترجمہ: اللہ کی بنائی ہوئی (ساخت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا، یہی سیدھا دین ہے،

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قرآن مجید میں سورہ فاطر میں ارشادِ خداوندی ہے:

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً (فاطر : ۴۳)

ترجمہ: پس تم اللہ کے طریقے میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔

الحمد للہ! قرآن مجید کی یہ آیات بالکل واضح ہیں اور اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دین، اسلامی شریعت مطہرہ ہمیشہ کے لئے ہیں اور محض زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ ہاں! تبدیلی زمانے میں کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے قانون میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں بدعت شروع کرنے والے اور بدعتی کی تعریف کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔ (بحوالہ: اسلامی نظریہ حیات)

الحمد للہ! بے شک رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی میں تمام اقوام عالم کے لئے کامل و جامع رہنمائی موجود ہے اور جو آپ ﷺ کا دامن تھام لے گا، وہ دنیا و آخرت میں سلامتی میں رہے گا۔